## اکائی-I

# اظہار اور ابلاغ

© NCERT not to be republished

# گاندھی جی کا طلسم

میں تمھیں ایک طلسم دیتا ہوں۔ جب بھی تم شک و شبہ میں مبتلا ہو جاؤ یا تمھارا نفس تم پر حاوی ہونے لگے تو اس تجربہ کو آزماؤ:

جو سب سے غریب اور کمزور آدمی تم نے دیکھا ہو اُس کی شکل یاد کرو اور اپنے آپ سے پوچھو کہ جو قدم اُٹھانے کے بارے میں تم سوچ رہے ہو وہ اُس آدمی کے لیے کتنا مفید ہوگا۔ کیا اس سے اُسے کچھ فائدہ پہنچے گا؟ کیا اس سے وہ اپنی زندگی اور مقدر پر کچھ قابو پا سکے گا؟ دوسرے لفظوں میں کیا اس سے اُن کروڑوں لوگوں کو سوراج مل سکے گا جن کے پیٹ بھوکے اور رُوحیں بے چین ہیں۔

تب تم دیکھو گے کہ تمھارا شبہ مٹ رہا ہے اور نفس زائل ہو رہا ہے۔

م. ک. گاندھی

© NCERT not to be republished

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| **باب 1: اظہار** | | **5** |
| 1.1 | تعارف | 5 |
| 1.2 | اظہار کی سطحیں | 8 |
| 1.2.1 | درونِ ذاتی اظہار | 8 |
| 1.2.2 | باہمی ربین ذاتی اظہار | 10 |
| 1.2.3 | اجتماعی رجماعتی اظہار | 11 |
| 1.2.4 | عوامی اظہار | 13 |
| **باب 2: ترسیل اور ابلاغ** | | **14** |
| 2.1 | تعارف | 14 |
| 2.2 | ترسیل | 14 |
| 2.3 | ابلاغ | 17 |
| 2.3.1 | ابلاغ اور زبان | 17 |
| 2.3.2 | ابلاغ، سمعی اور بصری صلاحیتیں | 18 |
| 2.3.3 | ابلاغ اور علم اللفظیات | 18 |
| 2.3.4 | ابلاغ اور لفظی ترتیب | 18 |
| **باب 3: اظہار کے مختلف پیرائے** | | **19** |
| 3.1 | تعارف | 19 |
| 3.2 | زبانی اظہار | 20 |
| 3.3 | تحریری اظہار | 21 |
| 3.4 | اشاراتی اظہار | 22 |


© NCERT not to be republished

# اظہار اور ابلاغ

اظہار انسانی شخصیت کی پہچان ہے۔ جب انسان اپنے جذبات، خیالات اور احساسات کا اظہار کرتا ہے تو اسی سے طے پاتا ہے کہ وہ کیا سوچتا ہے، کیا جانتا ہے اور کس قدر بصیرت کا حامل ہے۔ اس کی ایک مثال امتحانات بھی ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ امتحانات کے ذریعے ہمیں اپنی معلومات، خیالات اور زبان دانی کی مہارت کے اظہار کا موقع ملتا ہے اور یہی اظہار طے کرتا ہے کہ ہم اپنی جماعت میں اپنے ہم عمر افراد میں کس مقام پر ہیں۔ کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم جانتے تو بہت کچھ ہیں لیکن اس کے اظہار کا سلیقہ ہمیں نہیں آتا یا ہمارے اظہار میں کمی رہ جاتی ہے اور بعد میں افسوس ہوتا ہے کہ اگر ہم نے یہ بات بھی ظاہر کر دی ہوتی یا لکھ دی ہوتی تو شاید امتحانات کا نتیجہ اس سے کہیں بہتر ہوتا۔

اظہار کی مختلف سطحیں ہوتی ہیں۔ کبھی ہم اپنے آپ سے اپنے جذبات و احساسات اور خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور کبھی سامنے بیٹھے شخص سے اور کبھی اظہار کی یہ صورت اجتماعی یا آگے بڑھ کر عوامی اظہار کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔ اظہار کے ساتھ ساتھ ابلاغ کی بھی اہمیت ہے۔ ابلاغ اور ترسیل اظہار کی تکمیل کرتے ہیں یعنی جو بات ہم نے کہی یا جس بات کا ہم نے اظہار کیا وہ پوری طرح اس شخص تک پہنچ گئی یا نہیں، جس تک بات پہنچانا مقصود تھا۔ بات کا پہنچ جانا اظہار کی ترسیل ہے اور بات کو پوری طرح سمجھ لینا اس کا ابلاغ ہے۔

اس اکائی میں اظہار اور اس کی مختلف سطحوں پر بات کی جائے گی۔ ساتھ ہی ترسیل اور ابلاغ کے مختلف نکات زیرِ بحث آئیں گے اور تیسرے باب میں اظہار کے مختلف پیرایوں پر گفتگو کی جائے گی۔ اس کے تحت زبانی اظہار، تحریری اظہار اور اشاراتی اظہار پر گفتگو ہوگی۔

5194CH01

© NCERT not to be republished

باب 1

# اظہار

## 1.1 تعارف

اظہار کی صلاحیت انسان کو جانوروں اور دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔انسان اپنے خیالات واحساسات کو بیان کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے اپنی انفرادیت کا اظہار کر پاتا ہے۔اظہار کی صلاحیت اسے اشرف المخلوقات کا درجہ دیتی ہے۔یہ ایک ایسی جبلّت ہے جو خدا کی عطا کردہ ایک بڑی نعمت ہے۔خدا نے انسان کو اعضائے نطق یعنی بولنے کے اعضا عطا کیے ہیں جن میں زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔آپ جانتے ہیں کہ اظہار زبانی ہوتا ہے اور تحریری بھی۔کبھی ہم بول کر اظہار کرتے ہیں اور کبھی لکھ کر۔بولنا ایک فطری سعادت ہے۔لیکن اظہار کا عمل صرف بولنے کی صلاحیت تک ہی محدود نہیں ہے۔غور کیجیے کہ صرف زبان ہی نہیں انسان کا سارا جسم بولتا ہے۔جسم کے مختلف حصّوں سے جو اظہار کیا جاتا ہے بعض مرتبہ وہ سوچ سمجھ کر یعنی شعوری طور پر کیا جاتا ہے اور کئی مرتبہ بغیر سوچے سمجھے یعنی غیر شعوری طور پر۔گویا یہ تمام باتیں عمل، ردِّعمل اور جوابِ عمل سے وابستہ ہیں۔جسمانی زبان کے بارے میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ صورتیں ہیں جن کا تعلق شعوری، غیر شعوری یا اضطراری حرکات واعمال سے ہے۔اظہار کی یہ صلاحیت اپنی محدود شکل میں جانوروں میں بھی موجود ہوتی ہے۔لیکن ان میں یہ صلاحیت محدود ہوتی ہے جب کہ انسان میں یہ صلاحیت نہایت وسیع اور تخلیقی ہوتی ہے۔

مختلف شعبوں کے ماہرین نے اظہار کی تعریف اپنے اپنے نقطۂ نظر سے پیش کی ہے۔مثلاً ایک ماہر لسانیات کی نظر میں اظہار کسی خیال، تصور، اطلاع یا خبر کو مرسل سے وصول کنندہ تک پہنچانے کا لسانی عمل ہے۔اس کے برعکس ایک ماہر نفسیات کی نگاہ میں اظہار عمل اور ردِّعمل کا وہ سلسلہ ہے جو مرسل اور وصول کنندہ کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ماہر سماجیات کی نظر میں اظہار سماجی رشتوں کو قائم رکھنے کا ایک لسانی عمل ہے۔گویا اظہار ترسیلِ خیال کا لسانی عمل ہے۔اظہار یا ترسیل کے عمل میں مندرجہ ذیل عناصر کارفرما ہوتے ہیں:

| | |
|---|---|
| • مرسل | *Sender/Encoder* |
| • پیغام سازی | *Encoding* |
| • پیغام | *Message* |
| • ذریعہ/چینل | *Medium/Channel* |
| • وصول کنندہ | *Receiver/Decoder* |

© NCERT not to be republished

| | |
|---|---|
| • پیغام کی تفہیم | *Decoding* |
| • بازرسی/تاثرات | *Feedback* |
| • شور/مداخلت | *Noise* |

اس بات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے شکل 1 دیکھیے:

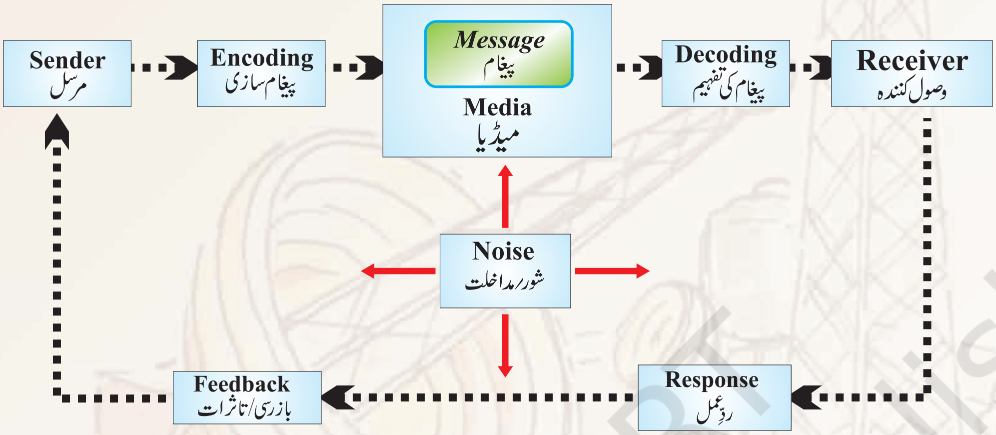


شکل 1.1

شکل 1 میں دکھائے گئے نکات کی تفصیل درج ذیل ہے:

❖ **مرسل**

کسی پیغام کو ارسال کرنے والے کو مرسل کہا جاتا ہے۔ مرسل یہ طے کرتا ہے کہ اس کا پیغام کیا ہے؟ پیغام کا وصول کنندہ کون ہے؟ ترسیل کی زبان کیا اور کیسی ہوگی؟ اس مرحلے سے گزرنے کے بعد وہ اپنے پیغام کی ترسیل کسی چینل یا میڈیم کے ذریعے وصول کنندہ تک کرتا ہے۔

❖ **پیغام سازی**

پیغام سازی سے مراد وہ ترسیلی عمل ہے جس میں خیالات اور نظریات کو ایک ترسیلی شکل دی جاتی ہے۔ یعنی ترسیل میں Encoding ایک ایسا عمل ہے جس میں پیغام کی تشکیل کی جاتی ہے۔ اس میں اطلاعات کو یکجا کیا جاتا ہے اور توضیحی شکل میں خیالات کو ترتیب دیتے ہیں۔ اس عمل کو مرسل انجام دیتا ہے۔ جب پیغام تیار ہو جاتا ہے تو مرسل اسے کسی میڈیم کے ذریعے ارسال کر دیتا ہے۔

❖ **پیغام**

مرسل کے ذریعے ارسال کردہ کوئی بھی اطلاع یا خبر کو پیغام کہا جاتا ہے۔ پیغام کو تحریری، زبانی اور غیر کلامی کسی بھی شکل میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ پیغام کی تشکیل کچھ اس طرح کی جاتی ہے کہ وصول کنندہ کو بہ آسانی سمجھ میں آسکے۔ پیغام کا ارسال وصول کنندہ کی ضرورت اور اہلیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ پیغام کی زبان اور پیش کش ایسی ہو کہ پیغام کے سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

© NCERT not to be republished

### ❖ ذریعہ/چینل

پیغام کو کسی ذریعہ/چینل کے ذریعے وصول کنندہ تک پہنچایا جاتا ہے۔اس لیے پیغام کے ارسال میں کسی نہ کسی میڈیم یا چینل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار اور ٹیلی فون وغیرہ۔ترسیل کے دوران میڈیم کی کمزوری اور مضبوطی دونوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔میڈیم کے ذریعے عوام پر پڑنے والے اثرات کو سمجھنا بھی اہم ہے۔اس سے ترسیل کو مؤثر بنانے میں مدد ملتی ہے۔

### ❖ وصول کنندہ

موصول کنندہ کے بغیر ترسیل کا تصور ممکن نہیں ہے۔ترسیل میں وصول کنندہ کی پہچان اور درجہ بندی ضروری ہے۔ کیونکہ ہر سطح پر ان میں فرق پایا جاتا ہے۔یہ فرق سیاسی، سماجی، اقتصادی، جنسی، نفسیاتی اور فکری ہوسکتا ہے۔مثلاً عورت، مرد، بچے، خواندہ، ناخواندہ، ذات اور فرقہ وغیرہ۔ترسیل میں موصول کنندہ کی دلچسپی، اہلیت، سمجھداری اور ضرورتوں کا لحاظ بھی ضروری ہے۔اگر ان کا خیال نہیں رکھا گیا تو ممکن ہے وصول کنندہ پیغام کی طرف توجہ ہی نہ دے۔

### ❖ پیغام کی تفہیم

ڈی کوڈنگ یعنی پیغام کی تفہیم ترسیلی عمل کا انتہائی اہم اور نازک مرحلہ ہے۔پیغام کی تفہیم یا سمجھنے کے عمل کو ڈی کوڈنگ کہا جاتا ہے۔اس عمل کو وصول کنندہ انجام دیتا ہے۔وہ اپنی فہم وفراست کے مطابق پیغام کی تشریح اور تفہیم کرتا ہے۔اگر وصول کنندہ پیغام کو سمجھنے سے قاصر رہ جاتا ہے تو ترسیل کے عمل کو نامکمل تصور کیا جاتا ہے۔کامیاب ترسیل کے لیے ضروری ہے کہ پیغام کو جس معنی میں پیش کیا گیا ہے اسی معنی میں وصول کیا جائے۔اس لیے ترسیل کے عمل میں پیغام کی تفہیم کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

### ❖ بازرسی/تاثرات

فیڈ بیک یا تاثرات، دراصل پیغام کی ایک شکل ہے جو وصول کنندہ کے ذریعے مرسل تک پہنچتا ہے۔چوں کہ ترسیل، مسلسل جاری رہنے کا عمل ہے اس لیے اس میں دوطرفہ ارسال کے عمل کو قائم رکھا جاتا ہے۔دوطرفہ ارسال کا عمل اسی وقت مکمل ہوگا جب ہم ایک دوسرے کو اپنے تاثرات فراہم کریں گے۔فیڈ بیک سے مرسل کو مؤثر ترسیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔فیڈ بیک تحریری، زبانی اور غیر زبانی کسی بھی شکل میں دیا جاسکتا ہے۔فیڈ بیک کے ذریعے وصول کنندہ کی فہم وفراست کی سطح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔پیغام کو بہتر بنانے اور ضرورت کے مطابق اس میں تبدیلی کرنے میں فیڈ بیک یا بازرسی کا اہم رول ہوتا ہے۔

### ❖ شور/مداخلت

پیغام کے ارسال میں حائل کسی طرح کی رکاوٹ یا مداخلت کو انگریزی اصطلاح میں Noises کہا جاتا ہے۔اس سے Signals یعنی پیغام کی ترسیل میں مداخلت پیدا ہوتی ہے۔غیر ضروری سگنلس کی وجہ سے اصل پیغام کے موصول ہونے میں دقّت پیش آتی ہے۔گویا شور ایک ایسی اصطلاح ہے جو ایسے ناپسندیدہ صوتی سگنل کی نشان دہی کرتی ہے جو مطلوبہ سگنل پر اثر انداز ہو۔ایک چھوٹا سا شور ممکن ہے کہ کسی خبر کی منتقلی میں رکاوٹ نہ بنے جب کہ بہت زیادہ شور

© NCERT not to be republished

پیغام کو اپنی منزل تک پہنچنے سے روک سکتا ہے۔ عام طور پر ایسی مداخلت، آوازوں کی شکل میں ہوسکتی ہے۔
اس کے علاوہ شور یا مداخلت بصری، سمعی و بصری، تحریری اور مادی و نفسیاتی کسی بھی شکل میں ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو افراد فون پر باتیں کر رہے ہوں اور اچانک موبائل کا نیٹ ورک ختم ہو جائے تو دونوں کی گفتگو میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔ اسی طرح خراب موسم کے سبب ٹیلی ویژن پر چل رہے پروگرام کی نشریات میں بھی خلل پڑتا ہے۔ زبان کی کم فہمی کے سبب بھی ترسیل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ دراصل پیغام وصول کرنے میں جو رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں وہ تکنیکی، مادی، مشینی، لسانی، معنیاتی، نفسیاتی اور طباعتی وغیرہ کی شکل میں پیش آسکتی ہیں۔ ان سب کو 'شور' کے زمرے میں رکھا جاتا ہے۔

## 1.2 اظہار کی سطحیں *(Levels of Communication)*

ترسیل کے نقطۂ نظر سے اظہار کے لیے کم سے کم دو افراد کی شمولیت لازمی ہے۔ اگر چہ ترسیل میں ایک فرد خود سے بھی ترسیل کرتا ہے لیکن عام طور پر ایک سے زائد افراد کے مابین اسے انجام دیا جاتا ہے۔ دراصل اظہار کو متعدد طریقے سے عمل میں لایا جاتا ہے۔ خیالات کی ترسیل میں شرکا کی تعداد کے پیش نظر اظہار کی سطحوں کا تعین ہوتا ہے۔ اس لیے اظہار کی مختلف شکلوں کی شناخت، بنیادی طور پر ترسیل میں شامل افراد کی بنیاد پر ہی ہوتی ہے۔ اظہار کی سطحوں کو حسبِ ذیل چار خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

- درون ذاتی اظہار — *Intra Personal Communication*
- باہمی ربین ذاتی اظہار — *Inter Personal Communication*
- اجتماعی رجماعتی اظہار — *Group Communication*
- عوامی اظہار — *Mass Communication*

### 1.2.1 درونِ ذاتی اظہار

درون ذاتی اظہار میں ایک فرد، مرسل اور وصول کنندہ دونوں کا کردار ادا کرتا ہے۔ جب کوئی فرد خود سے ترسیل کرتا ہے تو اسے درون ذاتی اظہار کہا جاتا ہے۔ دراصل درون ذاتی اظہار فرد کے ذہن اور دماغ کے اندر ہمیشہ چلتا رہتا ہے۔ اظہار کے اس عمل میں فرد کے سبھی حواس شامل ہوتے ہیں اور اس کا مرکزی اعصابی نظام (Central Nervous System) متحرک ہو جاتا ہے۔ مرکزی اعصابی نظام اپنے اردگرد سے ضروری پیغام کو حاصل کرتا ہے۔ یہ نظام ترجیحات کی بنیاد پر کام کرتا ہے۔ یعنی جو پیغام پہلے ملتا ہے اسے پہلے حاصل کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کام کرتے یا لکھتے وقت جیسے ہی گرمی کا احساس ہوتا ہے تو ہاتھ اگر لکھنے کے کام میں لگے ہیں تو لکھنا چھوڑ کر

© NCERT not to be republished

فوری ردِّعمل کے طور پر پہلے پنکھا چلایا جاتا ہے یہ اظہار کا ایک طریقہ ہوا۔ ہم داخلی اور خارجی دونوں طریقوں سے ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔ ہم اپنے فکری عمل میں اضافے کے لیے اکثر خود سے اونچی آواز میں مخاطب ہوتے ہیں یا بات کرتے ہیں۔ درون ذاتی اظہار میں ہمارے ذہن کے ساتھ ساتھ ہمارے جسمانی و جذباتی احساسات بھی شریک ہوتے ہیں۔ جب ہم خود سے ترسیل کرتے ہیں، اس وقت متعدد جسمانی، جذباتی اور سماجی پہلوؤں کا اظہار ہوتا ہے۔ درون ذاتی اظہار کا سلسلہ ہمہ وقت اور زندگی بھر چلتا رہتا ہے۔

دراصل درون ذاتی اظہار زندگی کی تہہ داریوں کا اظہار ہے۔ اس کے تحت زندگی کی کہی ان کہی باتیں عیاں ہوجاتی ہیں۔ زندگی میں ایسے کئی مواقع آتے ہیں جہاں انسان خودکلامی کی کیفیت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ دنیا بھر میں کئی افراد اپنے آپ سے باتیں کرتے ہیں جسے خودکلامی کہا جاتا ہے۔ وہ خودکلامی میں اس قدر مصروف ہوتے ہیں کہ انھیں اپنے اردگرد کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اپنے آپ سے باتیں کرنا بالکل نارمل اور عام سی بات ہے۔

ہر انسان کچھ بولے بغیر دن میں کئی بار اپنے آپ سے باتیں کرتا ہے۔ ماہرینِ نفسیات کا ماننا ہے جو بچے خودکلامی کرتے ہیں وہ بہتر طور پر مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ مثلاً مختلف اقسام کے کھلونوں کو ترتیب دینا، انہیں توڑنا اور پھر جوڑنا ایک مکمل شکل میں ڈھالنا، یہ سب کچھ خودکلامی سے ہی پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اس عمل سے دماغ کی مکمل تربیت ہوتی ہے کیوں کہ بار بار ایک ہی عمل کو دہرانے سے دماغی خلیے زیادہ روشن اور فعّال ہوجاتے ہیں اور بچے دوبارہ غلطی نہیں کرتے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ خودکلامی پاگل پن نہیں بلکہ ذہن اور یادداشت کی تربیت میں مثبت کردار ادا کرتی ہے۔ خودکلامی (Soliloquy) درون ذات اظہار کی وہ کیفیت ہے جہاں انسان خود سے محوِ گفتگو ہوتا ہے۔ گویا وہ خود مرسل اور وصول کنندہ کے کردار ادا کرتا ہے۔ اس اظہار میں مرسل یا وصول کنندہ سے زیادہ اہمیت خبر کی ہوتی ہے۔

سعادت حسن منٹو (1912-1955)

درون ذاتی اظہار کی ایک مثال دسویں جماعت کی کتاب نوائے اردو میں شامل منٹو کا افسانہ ''نیا قانون'' میں دیکھیے۔ اس افسانے میں استاد منگو کو جوان انگریزوں کے بارے میں بڑبڑاتا ہے کہ ''آگ لینے آئے تھے اب گھر کے مالک بن گئے ہیں۔ ناک میں دم کر رکھا ہے ان بندروں کی اولاد نے۔ یوں رعب گانٹھتے ہیں گویا ہم ان کے باوا کے نوکر ہیں۔''

اسی افسانے میں آگے وہ پھر بڑبڑاتا ہے کہ ''قسم ہے بھگوان کی، ان لاٹ صاحبوں کے ناز اٹھاتے اٹھاتے تنگ آ گیا ہوں۔ جب کبھی ان کا منحوس چہرہ دیکھتا ہوں تو رگوں میں خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ کوئی نیا قانون وانون

© NCERT not to be republished

بنے تو ان لوگوں سے نجات ملے۔'' فیض احمد فیض کی نظم 'تنہائی' بھی خود کلامی کی عمدہ مثال ہے:

فیض احمد فیض (1911-1984)

## تنہائی

پھر کوئی آیا دلِ زار، نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سوگئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گذار
اجنبی خاک نے دُھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفّل کرلو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا!

### 1.2.2 باہمی/بین ذاتی اظہار

جب دو افراد آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں تو اسے بین ذاتی اظہار کہا جاتا ہے۔ اسے باہمی اظہار بھی کہتے ہیں۔ گویا یہ ایک شخص سے براہ راست رابطہ ہے۔ اس میں روزمرہ کا تبادلۂ خیال بھی شامل ہوتا ہے جو رسمی یا غیر رسمی ہوسکتا ہے۔ بین ذاتی اظہار کے عمل میں پیغام کا ارسال زبان سے الفاظ ادا کرکے یا مسکرا کر یا چھو کر بھی ہوسکتا ہے۔ اس اظہار میں الفاظ، آواز کا زیروبم، چہرے کا تاثر، اشارے اور کنائے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ چوں کہ باہمی اظہار عام طور پر آمنے سامنے بیٹھ کر ہوتا ہے۔ اس لیے اس میں بازرسی فوراً حاصل ہوسکتی ہے۔ دراصل بین ذاتی اظہار کا عمل دو طرفہ ہوتا ہے۔ اس کے تحت پیغام کے ارسال ہوتے ہی ردِعمل حاصل ہوجاتا ہے۔ یہ اظہار متحرک ہوتا ہے۔ بین ذاتی اظہار میں ترسیل کے چار امکانی نتائج ہوسکتے ہیں۔

- پہلا وصول کنندہ کا پیغام سے مکمل اتفاق رکھنا۔
- دوسرا وصول کنندہ کا پیغام سے کسی حد تک اتفاق رکھنا۔
- تیسرا وصول کنندہ کا پیغام سے مکمل عدم اتفاق رکھنا۔
- چوتھا وصول کنندہ کا پیغام کو نہ سمجھ پانا۔

بین ذاتی اظہار میں ذرائع، پیغام، وصول کنندہ، اثر اور فیڈ بیک اہم عناصر ہیں۔

بین ذاتی یا باہمی اظہار زبانی اور غیر لفظی دونوں طرح سے ہوسکتا ہے۔ اس میں دو یا دو سے زائد افراد بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ ترسیل کا عمل، مرسل اور وصول کنندہ کے مابین کسی بھی دوری کو ختم کردیتا ہے۔ بین ذاتی اظہار بنیادی طور پر درون ذاتی اظہار کے مماثل اور عوامی اظہار سے مختلف ہوتا ہے۔ بین ذاتی اظہار کے دوران، درون ذاتی

© NCERT not to be republished

اظہار کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ بین ذاتی اظہار میں ترسیل کا مقبول ترین ذریعہ (میڈیم) آواز ہوتی ہے۔ اس میں وسیع ذرائع ابلاغ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جبکہ عوامی اظہار میں ذرائع ابلاغ کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے۔ بین ذاتی اظہار، ذاتی، براہِ راست اور گہرا ہوتا ہے۔ اس میں مُرسل اور وصول کنندہ کے مابین مکالمے کی پوری گنجائش ہوتی ہے۔

باہمی اظہار سماجی رابطوں کو قائم رکھنے میں معاون ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے رشتے قائم کرنے اور دوست بنانے میں مدد ملتی ہے۔ یہی اظہار انسانوں کے درمیان بھائی چارے اور محبت کو بڑھاوا دیتا ہے۔ باہمی اظہار کا ایک مقصد کسی نظریے، تصور یا اقدار کا اظہار بھی ہے۔

باہمی اظہار میں وصول کنندہ کی تعداد متعین نہیں ہوتی۔ یہ اظہار بالعموم دو یا دو سے زائد لوگوں کے درمیان ممکن ہے۔ لیکن وصول کنندہ کی تعداد اتنی بھی نہ ہو کہ یہ اجتماع کی شکل اختیار کر لے۔ باہمی اظہار یا بین ذاتی اظہار کی کیفیت درون ذاتی اظہار سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ یہاں مرسل الیہ کی پسند نا پسند اور ذہنی استعداد کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ بعض اوقات بچوں سے گفتگو کرتے وقت ہم اپنے اظہار میں نمایاں تبدیلی لاتے ہیں تاکہ بچے اس اطلاع یا خبر کو بہ آسانی سمجھ سکیں۔

شوکت تھانوی (1904/05-1963)

نویں جماعت کی کتاب نوائے اردو میں شوکت تھانوی کا ڈراما 'خدا حافظ' سے ایک مثال دیکھیے جس سے آپ کو 'باہمی اظہار' کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(میر صاحب اپنے مصاحب اور تمام احباب میں بیٹھے ہوئے سفر کے متعلق تبادلہ خیال کر رہے ہیں)

میر صاحب: اماں تم ہی بتاؤ مرزا صاحب کہ اس ریل کے سفر میں نصیب دشمناں جان جوکھم تو نہیں ہے۔

مرزا صاحب: آپ کی بھی واللہ کیا باتیں ہیں۔ یعنی میں کہہ تو رہا ہوں کہ اس ریل کے سفر میں سر کے بال سفید کر لیے ہیں، پھر آپ کا یہ سفر تو قدم بھر کا ہے۔

میر صاحب: انشاء اللہ! مگر بھئی بات یہ ہے کہ یہ پہلا اتفاق ہے۔ اسی سے جی گھبراتا ہے۔ اماں تم بھی چلو نا ساتھ۔ تم کو ذرا اس سفر کا تجربہ ہے اور بالکل نیا آدمی۔ تمھارے سرِ عزیز کی قسم کلیجا ہاتھوں اُچھلتا ہے۔

مرزا صاحب: اگر آپ کہتے ہیں تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے مگر آپ نے تو واللہ کمال کر دیا۔ اس زمانے میں آپ ایسے بہت کم نکلیں گے جو ریل کے سفر سے ناواقف ہوں۔

میر صاحب: بھئی یقین جانو میں خاندانی وضع کے خلاف یہ بات کر رہا ہوں۔ اللہ جنت نصیب کرے۔ ابّا جان تو کبھی اس محلے سے باہر نہ نکلے تھے۔

### 1.2.3 اجتماعی / جماعتی اظہار

جب کوئی جماعت آمنے سامنے بیٹھ کر غور و خوض، بحث و مباحثہ، مذاکرہ، عوامی تقریر و انٹرویو وغیرہ کرتی ہے تو اسے جماعتی

© NCERT not to be republished

اظہار کہتے ہیں۔ جماعتی اظہار بہت مؤثر ہوتا ہے۔ اس میں مقرر کو اپنے موضوع اور میدان میں مہارت کے مطابق اظہارِ رائے کا موقع ملتا ہے۔ جماعتی ترسیل عموماً اسکول، کالج، تربیتی مراکز، چوپال، تھیٹر، کمیونٹی ہال، جلسہ گاہ جیسے اہم مقامات میں نظر آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعتی اظہار ان افراد کے مابین ممکن ہے جو مخصوص مقاصد کے لیے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ مثلاً طلبہ کی جماعت، کسانوں کی ٹولی، پولس والوں کا دستہ، سیاستدانوں کی جماعت، تاجروں کا مجمع، کھلاڑیوں کی ٹیم وغیرہ۔

اس طرح کے اظہار میں ایک مقرر ہوتا ہے اور باقی لوگ سامعین کے طور پر اس کی بات توجہ سے سنتے ہیں۔ کبھی کبھی باقی لوگ بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور باقی لوگ بھی پُر جوش انداز میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ پہلے زمانے میں مقرر کو جدید ٹکنالوجی کی سہولیات دستیاب نہیں تھیں۔ اب مائیکروفون، پروجیکٹر اور ٹیلی کانفرنسنگ وغیرہ کے استعمال سے ترسیلی عمل میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ رقص و موسیقی، اداکاری، فن کاری اور ڈرامے وغیرہ کے ذریعے نسل در نسل ترسیل ہوتی رہی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ جماعتی اظہار کی خصوصیات کو بین ذاتی اور عوامی اظہار کے امتیازی پس منظر میں بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

جماعتی اظہار کے سامعین کثیر تعداد میں کسی ایک مقام پر جمع اور ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں۔ یہ افراد مقام، علاقے، ذات، مذہب، پیشہ اور زبان پر مبنی جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں۔ بین ذاتی اظہار میں شامل افراد یعنی مرسل اور وصول کنندہ دونوں ہی شریک ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جماعتی شرکا اظہار میں بہت زیادہ سرگرم نہیں ہوتے اور احتیاط کے ساتھ اظہار کرتے ہیں اور وہ دورانِ گفتگو ضرورت کے مطابق تبادلۂ خیال میں حصہ لیتے ہیں۔ باہمی بحث و مباحثے کے دوران جماعت میں مسائل کا حل بھی تلاش کیا جاتا ہے۔ اس کے ذریعے مسائل کا تعین، تجزیہ اور حل بھی ممکن ہے۔

### 1.2.4 عوامی اظہار

عوامی اظہار ترسیل کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے کثیر تعداد میں موجود یا اپنے اپنے مقام پر موجود عوام سے خطاب کیا جاتا ہے۔عوامی اظہار میں وہ ادارے اور طریقے شامل ہیں جن کے ذریعے کسی خاص مقصد کے تحت کام کرنے والی کوئی جماعت، تکنیکی ذرائع جیسے ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، اشاعتی ذرائع سے اپنے پیغام کو زیادہ سے زیادہ اور الگ الگ طبقوں سے وابستہ عوام تک پہنچاتی ہے۔عوامی اظہار ایسے سامعین کی نشان دہی کرتا ہے جو نسبتاً بڑی تعداد میں ہوں اور جن سے مرسل براہ راست ربط میں نہ ہو۔جس کے ذریعے ایک ہی وقت میں نامعلوم سامعین کے ایک بڑے حلقے کو مخاطب کیا جا سکے۔

عوامی اظہار میں مذہب، ذات، رہن سہن، تعلیم، رویہ، اعتقاد وغیرہ کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔عوامی اظہار میں پیغام بڑی تعداد میں تیار کیے جاتے ہیں۔اس کے تحت پیغام کو وسیع پیمانے پر دور دراز علاقوں تک پھیلے ہوئے انجان یا نامعلوم عوام میں عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے۔وسیع خطّوں میں آباد عوام تک پیغام پہنچانے کے لیے جب ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا ہے تو اسے عوامی ترسیل کہا جاتا ہے۔اس طرح کی ترسیل بالواسطہ ذرائع پر منحصر ہوتی ہے۔بین ذاتی اظہار اور عوامی اظہار میں ذرائع ابلاغ کے ہونے یا نہ ہونے اور عوام کی تعداد اور ان کی نوعیت کی بنیاد پر فرق کیا جاتا ہے۔عوامی اظہار میں عوام کو دیکھنا یا متعینہ عوام کی پہچان کرنا ممکن نہیں ہوتا۔اس لیے ایسی عوام کو غیر مانوس یا نامعلوم عوام کہتے ہیں۔بین ذاتی اظہار کے علاوہ ترسیل کی یہ دوسری اہم قسم ہے، جس میں وسیع سامعین کی شرکت ہوتی ہے۔عوامی اظہار میں جن ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا ہے، انھیں انگریزی میں 'ماس میڈیا' کہا جاتا ہے۔

عوامی اظہار کا مقصد ایک بڑی جماعت تک ترسیلی میڈیم کے ذریعے پیغام پہنچانا ہے۔ایسی ترسیل میں کسی نہ کسی چینل/میڈیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، ویڈیو، آڈیو کیسٹ، سی ڈی کے علاوہ اخبار، رسائل، کتب، پمفلٹ اور پوسٹر وغیرہ اس کے اہم ذرائع ہیں۔اس کا مقصد اتنا وسیع ہے کہ اس کو کسی مخصوص دائرے میں رکھنا مشکل ہے۔عوامی اظہار کا بنیادی کام کسی اطلاع کے ارسال، تجزیہ، علم اور اس کی قدروں کو نشر کرنا ہوتا ہے۔عوامی اظہار کے عمل میں مرسل، موصول کنندہ، ذرائع اور پیغام اہم اجزا ہوتے ہیں۔

© NCERT not to be republished

باب 2

# ترسیل اورابلاغ

## 2.1 تعارف

اس میں کوئی شک نہیں کہ اظہار کی اہمیت مسلّم ہے۔ اظہار سے لوگوں کی ذہن سازی ہوتی ہے۔ اگر انسانوں کے درمیان ترسیل کے عمل پر پابندی عائد کر دی جائے اور انھیں ترسیل کے ذرائع اختیار کرنے سے روک دیا جائے تو معاشرے کا نظام ٹھپ ہو جائے۔ ذرائع اظہار صرف خبر اور رائے کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعہ لوگوں کی قوتِ فکر کو بدلا جا سکتا ہے۔ اظہار کی وجہ سے علم و خبر کی ترسیل میں آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ افکار و آرا کی ترویج اور ابلاغ کے لیے دائرۂ عمل وسیع تر ہو گیا ہے۔ صاحبانِ علم و ہنر کے تعارف اور اثر پذیری میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ اسی لیے اس شعبے کے بعض ماہرین کی رائے ہے کہ اگر کسی خاص تصور یا خاص طرزِ زندگی کو وسعت دینی ہے، لوگوں کو کسی خاص طرزِ معاشرت سے مرعوب کرنا ہے اور ان کے افکار کو بدلنا ہے تو صرف ان کی تعلیم و تربیت کو فروغ دینا کافی نہیں ہے۔ معلومات کی فراہمی تو پہلا قدم ہے۔ اصل چیز ذریعۂ اظہار ہے۔

## 2.2 ترسیل (Communication)

خیالات و تجربات، جذبات و تصورات، عقائد و نظریات، علوم و فنون، تفریحی مواد اور معلومات کی اشاعت کا نام ترسیل ہے۔ ترسیل کا انگریزی متبادل Communication ہے جو کہ بنیادی طور پر لاطینی لفظ Communis سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''اشتراک'' ہیں۔ ترسیل اطلاع بھیجنے یا حاصل کرنے کا عمل ہے۔ کسی پیغام کو منزلِ مقصود تک بھیجنا، روانہ کرنا، پھیلانا اور ارسال کرنا ترسیل ہے۔ ترسیل افکار و خیالات کے تبادلے کا عمل ہے۔ ترسیل میں علوم و فنون اور دیگر اطلاعات کو علامتوں، لفظوں اور تصویروں کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔ ترسیل سے تہذیب و ثقافت کی ترجمانی ہوتی ہے اور اسے نئی نسل تک منتقل کیا جاتا ہے۔ ترسیل میں روزمرہ گفتگو، دلیل، مذاکرے اور مباحثے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ دراصل ترسیل ایک مسلسل عمل ہے جس میں ہم ہر وقت شریک رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ترسیل تمام انسانی روّیوں کو منظّم کرتی ہے۔ ترسیل سے انسانوں کے درمیان رشتے قائم ہوتے ہیں۔ ترسیل کی معنویت صرف انسان کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ حیوانات میں بھی ہے۔ چرند پرند ترسیل کے عمل سے گزرتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد سے اپنی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ترسیل کے بغیر دنیا یا سماج کا تصور ناممکن ہے۔ یہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے ہم انسانی رشتوں کو ہموار کرتے ہیں اور فروغ دیتے ہیں۔ گویا ترسیل ایک ایسا سماجی عمل ہے جو دو طرفہ ہے۔ ترسیل کا عمل اس وقت مکمل ہوتا ہے جب کہی گئی بات سننے والے تک پہنچ جاتی ہے۔ انسانی زندگی کے تمام تر پہلوؤں پر ترسیل اثرانداز ہوتی ہے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ زندگی

© NCERT not to be republished

کے کسی بھی شعبے میں اس کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پا سکتا۔

ترسیل ایک نظام ہے، جس کے ذریعے پیغام کو ارسال اور وصول کیا جاتا ہے۔ ترسیل کا عمل ایک طرفہ یا دوطرفہ بھی ہوسکتا ہے۔ اگر ترسیل ایک طرفہ ہوتی ہے تو اس میں پیغام کا جواب یا ردِعمل موصول نہیں ہوتا۔ دوطرفہ ترسیل میں ردِعمل موصول ہونا لازمی ہے۔ پیغام کی ترسیل کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً کلامی، غیر کلامی، تحریری، لفظی اور تصویری وغیرہ۔ کلامی ترسیل میں ذریعۂ ترسیل 'قوتِ آواز' ہوتی ہے۔ انسان کی سماعت، آواز کی لہروں کو معنوی صورت میں تبدیل کرتی ہے جس کے باعث ذہن پیغام کی بہ آسانی شناخت کر لیتا ہے۔ ٹیلی ویژن میں برقی لہروں کو تصویروں اور آوازوں کی شکل میں تبدیل کر کے پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح طباعتی میڈیم میں پیغام کو تحریری شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔

سامعین کی تعداد اور ترسیلی ہدف کے اعتبار سے ترسیل کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اس میں کلیدی حیثیت عوامی ترسیل کو حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ماس میڈیا کا نام آتا ہے، تو ذہن میں بے ساختہ طور پر عوامی ترسیل کا نام آتا ہے۔

عوامی ترسیل کے عمل میں زبان کا معیار طے کرتے وقت یہ خیال تو رکھتے ہی ہیں کہ سامع و ناظر کی تعلیمی صلاحیت کیا ہے اس اور اس کا تہذیبی پس منظر کیا ہے۔ ان کی عمر، ان کی جنس اور ان کے مخصوص مکتب فکر کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

پہلے اخبارات ہمارے ذہنی، علمی اور ادبی ذوق کی تکمیل کا ذریعہ تھے، عہد حاضر میں اب ذرائع ابلاغ پر اخبارات سے کہیں زیادہ برقی مواصلات یعنی ریڈیو، ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ، موبائل اور سائبر اسپیس کا قبضہ ہے۔ اس سے پہلے ترسیلی ذرائع صرف اخبارات اور طباعت شدہ تحریروں تک محدود تھے، لیکن اطلاعاتی انقلاب نے وہ کرشمہ دکھایا کہ اب غیر تعلیم یافتہ افراد بھی دنیا میں رونما ہونے والے واقعات، پاس پڑوس کی خبروں اور دوسروں کے خیالات سے واقف ہو سکتے ہیں اور ان پر اپنا ردِعمل بھی ظاہر کر سکتے ہیں۔ بس، کار، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں اور اپنے ڈرائنگ روم میں بھی وسیع و عریض کائنات کا رنگا رنگ نظارہ کر سکتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی متواتر ترقی نے طباعت اور اشاعت کی پابندی سے آزادی حاصل کر لی۔ اب یہ بھی ضروری نہیں رہا کہ ذرائع ابلاغ تک صرف تعلیم یافتہ افراد ہی کی رسائی ہو۔ ان تمام پابندیوں سے آزادی کے باوجود ذرائع ابلاغ کو اپنی ترسیل کے لیے زبان کا سہارا لینا ہی پڑتا ہے۔ یعنی جو کچھ کہا جائے گا اس کے لیے زبان کا استعمال ناگزیر ہوگا، اس بات کو سمجھنے کے لیے درج ذیل مثال دیکھیے۔

**"ہما داس نے عالمی ایتھلیٹ ٹریک میں 400 میٹر کی دوڑ میں سونے کا تمغہ حاصل کیا"**

اس خبر کی ترسیل پرنٹ میڈیا تک محدود ہوتی تو یہ ضروری تھا کہ وصول کنندہ کو پڑھنا آتا ہو، لیکن اگر یہی خبر الیکٹرانک میڈیا پر نشر ہوگی تو سبھی لوگوں تک اس خبر کی ترسیل ہوجائے گی۔ البتہ خبر کی ترسیل کے لیے زبان کا استعمال ناگزیر ہوگا۔ یہاں '400 میٹر کی دوڑ' کا لفظ استعمال کرنا ہوگا گویا معلومات کو آگے بڑھانے والے تمام الفاظ کا

استعمال اور زبان کی معلومات ضروری ہوگی۔

زبان کا بنیادی مقصد کسی اطلاع، مفہوم، خیال، تجربے، واقعات، کیفیت یا صورت حال کی پڑھنے یا سننے والوں تک ترسیل کرنا ہے۔ اگر کسی تحریر یا تقریر میں ایسی زبان استعمال کر لی جائے جو اس کے قاری یا سامع کی سمجھ میں نہ آئے، تو وہ تحریر یا تقریر مبہم اور بے مقصد ہو جاتی ہے۔ ترسیلِ خیال میں وہی شخص کامیاب ہے جو زمانے کے ساتھ قارئین کے مطالبات اور ان کے مزاج و مذاق کے اعتبار سے اپنے ترسیلی طریقۂ کار میں تبدیلی لاتا رہے۔ صرف کسی ایک بندھے ٹکے اصول پر عمل کر کے ترسیل کے ساتھ انصاف نہیں کیا جا سکتا۔ ایک لفظ یا جملہ ایک اوسط درجے کے قاری کے لیے مفید مطلب ہو سکتا ہے، لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہی لفظ اور جملہ دوسرے شخص کے لیے بھی اتنا ہی مفید اور کامیاب ترسیلی ذریعہ ثابت ہو۔ زبان کا مقصد اپنے خیالات سے دوسروں کو متاثر کرنا اور متعلقہ کیفیت کو دوسروں تک پہنچانا ہے۔ اخبارات کی زبان تحریری ہوتی ہے جبکہ ریڈیو کی زبان صوتی ہوتی ہے۔ ٹیلی ویژن کی آمد نے تصویری صحافت کو مقبول بنا دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر آیا ترسیل کے لیے زبان کا استعمال ناگزیر ہے۔ اسی لیے ترسیل کی نوعیت کے اعتبار سے زبان کا مزاج بھی بدل جاتا ہے۔ یعنی جو زبان خبروں یا معلومات کی ترسیل کے لیے استعمال ہوتی ہے اور جس کا بنیادی مقصد قارئین یا سامعین تک صرف معلومات کی ترسیل ہوتا ہے تو ایسی زبان کو صحافتی زبان کہتے ہیں۔ البتہ جب کسی معلومات کو اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ایسی تحریر کی صورت دی جاتی ہے جو طویل عرصے تک زندہ رہے اور جسے پڑھ کر لوگ ہمیشہ متاثر ہوتے رہیں۔ اس نوعیت کی ترسیل کے لیے جو زبان استعمال کی جاتی ہے اسے ادبی زبان کہا جاتا ہے۔ جیسے اقبال کا یہ شعر ہمیشہ سب کو متاثر کرتا ہے۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

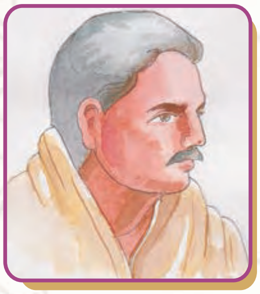

علامہ اقبال (1877-1938)

یہ شعر اپنے پڑھنے والوں تک اس خیال کی ترسیل کرتا ہے کہ زندگی میں ہمیشہ نئی نئی منزلوں کی جستجو جاری رکھنی چاہیے۔ آگے ہی آگے بڑھتے رہنا انسانی زندگی کا بنیادی مقصد ہے۔ اس بات کو مزید سمجھنے کے لیے آگے ادبی اور صحافتی زبان کے فرق کو واضح کیا جا رہا ہے۔

### ❖ ادبی اور صحافتی زبان میں فرق

ادبی اور صحافتی زبان میں فرق ہوتا ہے کیوں کہ دونوں کے اغراض و مقاصد الگ ہوتے ہیں۔ ادبی تحریر میں لکھنے والے کے پاس سوچنے اور غور و فکر کے لیے بھرپور وقت ہوتا ہے۔ اس کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قارئین کا ایک خاص طبقہ ہوتا ہے۔ اس کے ذوق کے مطابق وہ زبان استعمال کرتا ہے۔ زبان کو دلکش بنانے کے لیے علامتوں، اشاروں، تشبیہات اور استعارات سے بھی کام لیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ قاری اس کی تحریر سے لطف اندوز ہو۔ اس کے برعکس صحافتی تحریر کا بنیادی مقصد کسی خبر یا اطلاع کو عوام تک پہنچانا ہوتا ہے۔ عوام اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہوتے ہیں، کم تعلیم یافتہ بھی اور ناخواندہ بھی۔ صحافتی تحریر میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اس کی زبان سماج کے ہر طبقے کے افراد کو آسانی سے سمجھ میں آسکے۔

© NCERT not to be republished

صحافتی تحریر میں زبان کی تراش خراش کی زیادہ گنجائش نہیں ہوتی کیوں کہ اسے ایک متعین وقت میں مکمل کرنا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر الیکشن کے نتائج یا کھیل کے کسی مقابلے کی خبر آسان لفظوں میں تحریر کر دی جاتی ہے۔ کیوں کہ عوام تک فوراً وہ خبر پہنچانی ہوتی ہے۔ صحافتی تحریر میں سادہ، سلیس، مربوط اور دوٹوک انداز اختیار کیا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں معروضی انداز میں بات پیش کی جاتی ہے۔

## 2.3 ابلاغ

ترسیل اور ابلاغ کی حیثیت لازم وملزوم کی ہے۔ اگر چہ دونوں کے لفظی معنی پہنچانے، پھیلانے اور عام کرنے کے ہیں لیکن اصطلاحی معنی جداگانہ ہیں۔ ترسیل کے اصطلاحی معنی پیغام کا ارسال ہے جب کہ ابلاغ کے اصطلاحی معنی پیغام کی تفہیم ہے۔ معنوی اعتبار سے کسی خیال کی ترسیل اس وقت تک نامکمل ہے جب تک اس کی تفہیم نہ ہو جائے۔ جس وقت پیغام کی تفہیم مکمل ہو جاتی ہے ترسیل ابلاغ کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ پیغام کی ترسیل میں ابلاغ کے معنی بھی پوشیدہ ہیں۔

پیغام جب ترسیل کے عمل سے آگے بڑھ کر تفہیم تک پہنچ جاتا ہے تو اسے ابلاغ کہتے ہیں۔ کسی پیغام کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے کہ وصول کنندہ اس پیغام کو سمجھ لے۔ کبھی کبھی وصول کنندہ تک بات پہنچ جاتی ہے یعنی ترسیل ہو جاتی ہے لیکن ترسیل اس وقت تک ادھوری ہے جب تک بات پوری طرح سمجھ میں نہ آئے۔ جب بات پوری طرح سمجھ میں آ گئی تو ابلاغ بھی ہو گیا یعنی ترسیل مکمل ہو گئی۔ ترسیل کا مقصد ہی ابلاغ ہے۔ ابلاغ دراصل مرسل کے مقصود معنی (Intended meaning) تک رسائی ہے۔

عام طور پر میڈیا میں ترسیل اور ابلاغ کو ہم معنی تصور کیا جاتا ہے۔ یہاں پیغام کی کامیاب ترسیل ہی ابلاغ ہے۔ لیکن ادب میں ابلاغ کو ایک فن تسلیم کیا گیا ہے۔ ادبی نقطۂ نظر سے ابلاغ کلام کی بہتر و جامع ترسیل کا نام ہے۔ یعنی کلام کو دوسروں تک معنوی ربط اور توضیح وتشریح کے ساتھ مرتبۂ کمال کو پہنچانا ابلاغ ہے۔ ابلاغ میں موزوں و مناسب لفظوں کا خصوصی التزام رکھنا ضروری ہے۔ پیغام کا گنجلک ہونا ابلاغ کے عمل کو مجروح کرتا ہے۔ پیغام کی تشکیل میں جملے کی ساخت اور پیش کش میں ربط لازمی ہے۔ ابلاغ کے لیے ضروری ہے کہ اگر کسی معنی کو ادا کیا جائے تو جملے کے اجزا اور ان کی ترکیب کا بہتر اہتمام ہو۔ ابلاغ میں اس بات کی بڑی اہمیت ہے کہ کس قسم کے پیغام کس طرح سے ادا کیے جائیں۔ مختصر یہ کہ کسی خیال کو حسن وخوبی کے ساتھ ارسال کرنا، فنِ ابلاغ ہے۔ ابلاغ کی ایک تفہیم یہ بھی ہے کہ کلام کی ترسیل انتہائی مؤثر ہو اور بیانیہ ابہام گوئی اور پیچیدگی سے پاک ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ موزوں کلام وہ ہے جس کی ترسیل فنکاری کے ساتھ ہوئی ہو اور اس میں شائستگی اور قوتِ اثر کی بہتات ہو۔ ابلاغ کے عمل کو سمجھنے کے لیے مندرجہ عناصر سے آگہی ضروری ہے۔

### 2.3.1 ابلاغ اور زبان

- زبان ایک بامعنی اور بامقصد ذریعہ ترسیل ہے۔

- الفاظ کی بیرونی اور داخلی تنظیم، آواز کی بلندی اور پستی، چہرے کے تاثرات، معنوی جہتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔
- ترسیل کا سیاق وسباق ابلاغ میں معاون ثابت ہوتا ہے۔
- ترسیل مبہم بھی ہوسکتی ہے۔

## 2.3.2 ابلاغ، سمعی اور بصری صلاحیتیں

ابلاغ کے لیے وصول کنندہ کی سمعی اور بصری صلاحیتوں کا ہونا لازمی شرط ہے۔ بولی جانے والی زبان میں سماعت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ زبان کی مختلف صوتی اکائیوں میں بخوبی فرق کیا جا سکے۔ صوتی اکائیوں تک مکمل رسائی نہ ہونے کی صورت میں معنوی فرق پیدا ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر کہنے والے نے عَلم کہا جس کے معنی جھنڈا یا پرچم کے ہیں لیکن سننے والے نے اسے 'الم' سن لیا جس کے معنی غم یا دکھ کے ہیں۔ تو اس سے معنی کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ زبان کے سمعی عمل (Auditory Processing) میں لفظ و معنی کے انضمام کی صلاحیت ہوتی ہے۔

## 2.3.3 ابلاغ اور علم اللفظیات

لفظ سے شناسائی دراصل لفظ کے معنی سے واقفیت ہے۔ ابلاغ کے لیے لفظ کے معنی سے واقفیت لازمی شرط ہے۔ لفظ کے ذریعے ہماری رسائی ان تصورات، خیالات، تخیلات اور چیزوں تک ہوتی ہے جن کی وہ نشاندہی کرتے ہیں۔ مثلاً 'نیک دل' ایک صفت ہے اور اس کے مفہوم تک رسائی صرف اس لفظ نیک دل سے ہی ممکن ہے۔ کثیر المعنی الفاظ میں ابلاغ دشوار ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل جملے میں ابہام کی کیفیت واضح طور پر نظر آتی ہے جو ابلاغ میں رکاوٹ کا سبب بنتی ہے۔

گھوڑا دب گیا

اس جملے سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ ''گھوڑا'' اس جانور کے لیے ہے جس کی سواری کی جاتی ہے یا پستول کے trigger کے لیے۔ ابہام کی یہ کیفیت دراصل کثیر معنویت کا نتیجہ ہے۔ اس طرح کثیر معنویت سے ابلاغ میں دشواری پیدا ہو جاتی ہے۔

## 2.3.4 ابلاغ اور لفظی ترتیب

ابلاغ میں لفظی ترتیب اور تنظیم کا بھی نمایاں کردار ہوتا ہے۔ لفظوں کی تنظیم میں فرق معنوی فرق کا سبب بنتا ہے۔ گویا ترسیل میں اس بات کا دھیان رکھنا ہوتا ہے کہ کس موقع پر الفاظ کی ترتیب کیا ہوگی۔ ایک ہی جملے میں الفاظ کی مختلف ترتیب سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ یعنی ایک موقع پر کوئی خبر دینی مقصود ہے اور کسی دوسرے موقع پر کوئی اور خبر تو جملے میں محض لفظوں کی ترتیب بدل دینے سے جملے کے معنی بدل جائیں گے۔ مثال کے طور پر یہ دو جملے دیکھیے:

1- مجھے اُس نے بلایا ہے　　　　2- اُس نے مجھے بلایا ہے

پہلے جملے میں یہ بتایا جارہا ہے مجھے کسی اور نے نہیں، اس نے بلایا ہے۔ دوسرے جملے میں یہ کہا جارہا ہے کہ اس نے کسی اور کو نہیں، مجھے بلایا ہے۔

© NCERT not to be republished

باب 3

# اظہار کے مختلف پیرائے

## 3.1 تعارف

اظہار میں زبان کی اہمیت وافادیت ہر زمانے میں مسلّم رہی ہے۔زبان، خیالات واحساسات کولسانی پیغام کی شکل میں عوام تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔یہی وہ ذریعہ ہے جس کی مدد سے بالعموم ہم ایک دوسرے سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور اپنی بات ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے ہیں۔زبان کا استعمال روزمرہ بول چال کے علاوہ تحریر وتقریر، ادبی، صحافتی اور معلوماتی ضرورتوں کے لیے کیا جاتا ہے۔روزمرہ کی زبان میں پیشہ ورانہ اور سائنسی الفاظ کم استعمال ہوتے ہیں۔عام لوگوں کی زبان سادہ ہوتی ہے۔

لسانی اظہار کی اہم اکائی لفظ ہے۔لسانی اظہار میں لفظ نمایاں رول انجام دیتے ہیں کیونکہ لفظیات انسانی شعور اور اس کے اظہار کو زندگی اور تازگی عطا کرتی ہے۔گویا لفظ ان مشاہدات اور تجربات کا لسانی اظہار ہے جو بولنے والے کے مافی الضمیر کو قاری یا سامع کے ذہن میں منکشف کردیتا ہے۔عام مقصد کی زبان میں ہر لفظ متعین، طے شدہ اور متوقع صورتوں میں معنی کی ترسیل کرتا ہے۔نتیجتاً سننے والے اور کہنے والے کے درمیان تذبذب کا کوئی احساس حائل نہیں ہوتا نہ ہی تعین معنی کے بعد استعجاب کی کسی کیفیت کا تجربہ ہوتا ہے جب کہ خاص مقصد کے اظہار میں لفظ کے معنی طے کرنے پڑتے ہیں۔اسے عموماً اصطلاح کہتے ہیں۔ اصطلاح کوئی عام لفظ نہیں ہے بلکہ اس کی نوعیت مختلف ہے۔اس کا مطلب ایک ایسا لفظ ہے جو کسی تصور، شے، نظریے یا کیفیت کو مختصر مگر جامع طور پر بیان کرسکے۔یہ عموماً عام بول چال کے الفاظ سے مختلف ہوتی ہے۔اس میں کفایت اور صحت کا اصول کارفرما ہوتا ہے۔یعنی کم سے کم الفاظ میں کسی شے کی صحیح نوعیت اور ماہیت بیان کی جاسکے۔ اصطلاح ایک خاص لفظ یا لفظوں کا مجموعہ ہے۔جس طرح زبانی اور اشاراتی اظہار انسانی احساسات وجذبات کا ترجمان ہے اسی طرح تحریر بھی اظہار کا اہم اور مؤثر ذریعہ ہے۔اس حقیقت کے پیش نظر ہم اظہار کو تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

- زبانی اظہار
- تحریری اظہار
- اشاراتی اظہار

© NCERT not to be republished

## 3.2 زبانی اظہار

زبانی اظہار میں ہم آواز کے ذریعے پیغام کی ترسیل کرتے ہیں۔ زبانی اظہار میں عام طور پر لفظی اور اشاراتی علامتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہم ترسیل کے لیے سب سے زیادہ زبانی اظہار کا استعمال کرتے ہیں۔ زبانی اور تحریری ترسیل دونوں کا مقصد پیغام کا ارسال ہوتا ہے۔ اظہار کے عمل میں یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ زبانی اظہار، ذاتی اور فوری ہوتا ہے جبکہ تحریری اظہار رسمی ہوتا ہے اور اس میں قواعد کے اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے۔

زبانی اظہار میں مہارت کی بدولت رائے عامہ کی تشکیل اور اسے تبدیل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قائدین اگر اچھے مقرر ہوں تو ان کے خطاب سے لوگوں میں جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ عوام ان کے خیالات سے متاثر ہوتے ہیں۔ زبانی اظہار، سبھی تجارتی اور سماجی اداروں میں ترسیل کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ کوئی فرد اپنے مقاصد کے حصول کے لیے لوگوں سے گفتگو کرتا ہے۔ زبانی اظہار سے تناؤ کو دور کرنے، کسی سے واقف ہونے، خیالات کا اظہار کرنے، ہدایت دینے اور متعدد ضرورتوں کی تکمیل میں مدد ملتی ہے۔

مؤثر زبانی اظہار میں صحیح تلفظ، چھوٹے جملے، ذخیرۂ الفاظ، خود اعتمادی، بہتر ادائیگی اور آواز کی سطح میں اعتدال ضروری ہے۔ کسی بھی زبان میں تلفظ کی بہت اہمیت ہے۔ اگر لفظ کا غلط تلفظ کیا جائے تو اس سے لفظ کے معنی بھی بدل جاتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی فرد لفظ کے صحیح تلفظ سے واقف ہوتا ہے لیکن ادا کرتے وقت اس کا خیال نہیں رکھ پاتا ہے۔ ایسے میں فرد کی شبیہ خراب ہوتی ہے اور سننے والے کو ناگواری کا احساس ہوتا ہے۔

زبانی اظہار میں پیغام کو مختصر ہونا چاہیے۔ زبان میں صفائی اور اختصار سے حسن پیدا ہوتا ہے۔ طویل گفتگو سے اصل پیغام کی ترسیل نہیں ہو پاتی۔ مؤثر اظہار کے لیے گفتگو میں اعتدال اور ذخیرۂ الفاظ کا ہونا لازمی ہے اور موزوں و مناسب الفاظ کا استعمال بھی ضروری ہے۔ اگر مرسل یا مقرر، مبہم الفاظ کا استعمال کرتا ہے تو اس سے ترسیل مجروح

ہوتی ہے۔ زبانی اظہار میں اگر خوداعتمادی ہوگی تو پیغام کو موثر طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک کامیاب مرسل کے لیے ضروری ہے کہ اسے موضوع اور زبان پر دسترس ہو۔ زبانی اظہار میں دلیل کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

آواز کی تین سطح اونچی، نیچی اور درمیانی ہوتی ہے۔ زبانی اظہار میں آواز کی صحیح سطح کا استعمال کرنا چاہیے۔ مرسل آواز کی سطح میں مناسب تبدیلی سے سامعین کی دلچسپی قائم رکھنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔ کوئی پیغام یا لفظ اپنے صحیح معنی اسی وقت پیش کرتا ہے جب اسے درست لہجے میں ادا کیا جائے۔

زبانی اظہار میں مرسل کو اکثر موجود، سامعین کی فیڈ بیک حاصل ہوجاتی ہے۔ اس سے یہ جاننے میں مدد ملتی ہے کہ سامعین نے پیغام کو صحیح معنی میں وصول کیا ہے یا نہیں؟ فیڈ بیک سے سامعین کی ذہنی ہم آہنگی کے مطابق پیغام میں تبدیلی کے مواقع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اگر سامعین کو کسی پیغام کو سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے تو مرسل فیڈ بیک کی مدد سے پیغام کی وضاحت کرسکتا ہے۔ مرسل، سامعین کے تاثرات کی مدد سے ان کے رویے اور آرا کو بہتر طور پر متاثر کرسکتا ہے۔ زبانی اظہار، تحریری اظہار کے مقابلے کم رسمی ہوتا ہے۔ غیر رسمی گفتگو سے مرسل اور وصول کنندہ کے مابین دوستانہ ماحول پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر مرسل ایک اچھا مقرر نہیں ہے تو زبانی اظہار موثر نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مرسل اپنی گفتگو میں دلچسپی اور کشش پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

## 3.3 تحریری اظہار

وہ اظہار جسے تحریری یا طباعتی شکل میں پیش کیا جائے، تحریری اظہار کہلاتا ہے۔ زبانی یا تحریری دونوں طرح کے اظہار میں لفظوں کا استعمال ہوتا ہے لیکن تحریری اظہار زبانی اظہار کے مقابلے رسمی ہوتا ہے۔ قدیم زمانے میں آج کی طرح اظہار کے وسائل نہیں تھے۔ اخبارات، کتب، رسائل اور برقی ذرائع نے تحریری اظہار کو بہت بلندی پر پہنچا دیا ہے۔ کسی بھی ادارے میں زبانی ترسیل کے ساتھ ساتھ تحریری ترسیل کی ضرورت ہوتی ہے۔ تحریری شکل میں پیش کردہ پیغام کی حیثیت دستاویز کی ہوتی ہے۔ ایسے پیغام آئندہ کے لیے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ تحریری اظہار کے متعدد ذرائع ہوتے ہیں جن کی مدد سے پیغام کو اس کی منزل تک ارسال کیا جاتا ہے۔

تحریری اظہار کو انجام دینا ایک فن ہے۔ کچھ افراد میں زبانی اظہار کی مہارت ہوتی ہے تو کچھ میں تحریری اظہار کی۔ جو لوگ اچھے مقرر ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ اسی قابلیت کے ساتھ تحریری اظہار کو بھی انجام دے سکیں۔ جب کہ بہت سے ایسے افراد ہیں جنھیں تقریر کرنے میں مہارت نہیں ہوتی لیکن ان میں تحریری اظہار کی بڑی قابلیت ہوتی ہے۔ تحریری اظہار کا استعمال زندگی کے تقریباً تمام شعبوں میں ہوتا ہے۔ عام طور پر تجارت، صنعت، سائنس اور تعلیم کے میدان میں تحریری اظہار سے کام لیا جاتا ہے۔ تحریری اظہار میں دلیل، وضاحت، تخیل، مشاہدہ، تجربہ اور لسانی اوصاف کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ تحریری اظہار میں مہارت پیدا کرنے کے لیے محنت، وقت اور مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک انشاپرداز میں تخلیقی صلاحیت ہوتی ہے۔ اسے اپنی تحریر کو جاذب اور پُرکشش بنانے کا فن آتا ہے۔ ایسی فن

© NCERT not to be republished

کاری کے لیے گہرے مطالعے اور غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ مؤثر تحریری اظہار کا انحصار، انشا پرداز کی معلومات اور پیش کش کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ تحریری اظہار کے لیے ضروری ہے کہ خیالات کو منظّم کرتے وقت اپنے جذبات سے گریز کرنا چاہیے اور حقیقی اطلاعات کو ہی تحریروں کی بنیاد بنایا جانا چاہیے۔

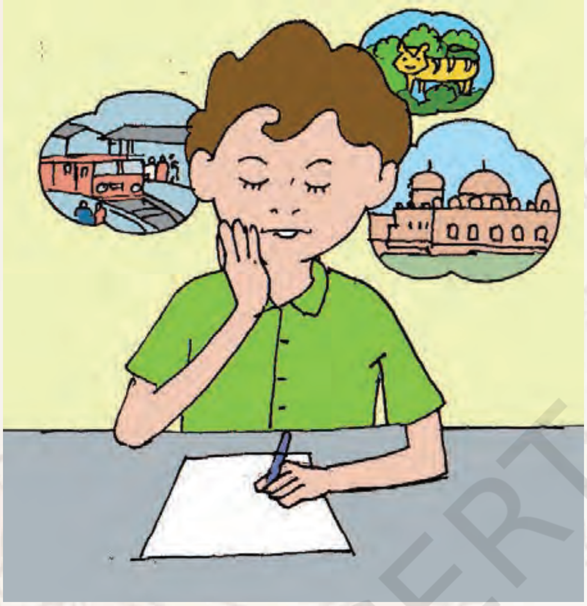

تحریری اظہار میں پیغامات زیادہ منظّم ہوتے ہیں۔ اس میں معیاری زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ زبانی پیغام کے مقابلے، تحریری پیغام میں قواعد کے اصولوں کی پابندی زیادہ ہوتی ہے۔ معیاری زبان کے استعمال سے کسی پیغام کی بہتر تفہیم اور تشریح میں مدد ملتی ہے۔ تحریری پیغام میں طوالت کی گنجائش ہوتی ہے۔ اس میں پیچیدہ مسائل بھی پیش کیے جاسکتے ہیں جسے قاری بار بار پڑھ کر سمجھ سکتا ہے۔ تحریری اظہار کی ایک خامی یہ ہے کہ اس میں پیغام تک رسائی صرف خواندہ افراد کی ہوسکتی ہے۔ جو تحریر کو پڑھ نہیں سکتے وہ پیغام کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ تحریری اظہار میں ناخواندہ افراد کی شمولیت نہیں ہو پاتی ہے۔ اس کے باوجود تحریری اظہار کی اہمیت و افادیت قائم ہے۔

## 3.4 اشاراتی اظہار

قدیم زمانے میں جب منہ سے نکلی ہوئی آواز نے الفاظ اور نقش پر مبنی تحریر کا روپ اختیار نہیں کیا تھا، انسان اشارے کنایے، حرکات و سکنات اور لمس کی مدد سے اپنی ترسیل و ابلاغ کی ضرورت کی تکمیل کیا کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ابلاغ اور ترسیل میں اشاراتی اظہار کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ وہ جسمانی حرکت جو کسی اظہار، کسی خیال، یا احساس یا جذبے کو ظاہر کرنے یا کسی دلیل یا رائے کو تقویت دینے کے لیے عمل میں آئے اشاراتی اظہار کہلاتا ہے۔ گویا جسم یا اعضا کی حرکت، اشارہ، ادا، علامت، علامت کے طور پر کوئی عمل اشاراتی عمل ہے۔ اظہار و ابلاغ میں جسمانی حرکات نمایاں رول انجام دیتے ہیں۔

اظہار میں لفظ یا آواز کے بجائے غیر کلامی عناصر کے استعمال کو اشاراتی اظہار کہا جاتا ہے۔ جب ہم کسی سے

© NCERT not to be republished

گفتگو کرتے ہیں اس وقت اظہار کے لفظی، صوتی اور غیر لفظی تین عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ ماہرِ ترسیل البرٹ مہرابین (Albert Mehrabian) کے مطابق دورانِ گفتگو صرف 7% لفظی (verbal)، 38% صوتی (vocal) اور 55% غیر لفظی (non-verbal) عناصر استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح زبانی ترسیل میں اشاراتی اظہار کی خصوصی اہمیت ہوتی ہے۔ اشاراتی اظہار میں ہم اپنے جسم کے متعدد اعضا کا استعمال کرتے ہیں۔ اعضائے جسم کے ذریعے کی جانے والی ترسیل کو جسم کی زبان (Body Language) کہا جاتا ہے۔ جسمانی حرکات وسکنات جیسے کہ کندھے اُچکانا، پلکوں کو جھکانا، ابروؤں کو حرکت دینا، V اور OK کے نشان کو ظاہر کرنا، انگوٹھے کا اشارہ کرنا، چہرے کے تاثرات، اندازِ نشست و برخاست، چال ڈھال وغیرہ اشاراتی اظہار کے معاون عناصر ہیں۔

اشاراتی اظہار میں چہرے کے تاثرات کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جب ہم گفتگو کرتے ہیں تو چہرہ ہمارے جذبات کا عکاس ہوتا ہے۔ جب خوشی کی کیفیت ہوتی ہے تو خوشی کے جذبات ہمارے چہرے پر صاف نمایاں ہوتے ہیں اور جب ہم غم یا غصے میں ہوتے ہیں تو اس وقت چہرے کے تاثرات مختلف ہوتے ہیں۔ چہرے کے متعدد تاثرات ہوتے ہیں جن سے ذہنی کیفیت کی عکاسی ہوتی ہے۔ مثلاً چہرے کی سرخی سے جوش اور زردی سے خوف کا اظہار ہوتا ہے۔

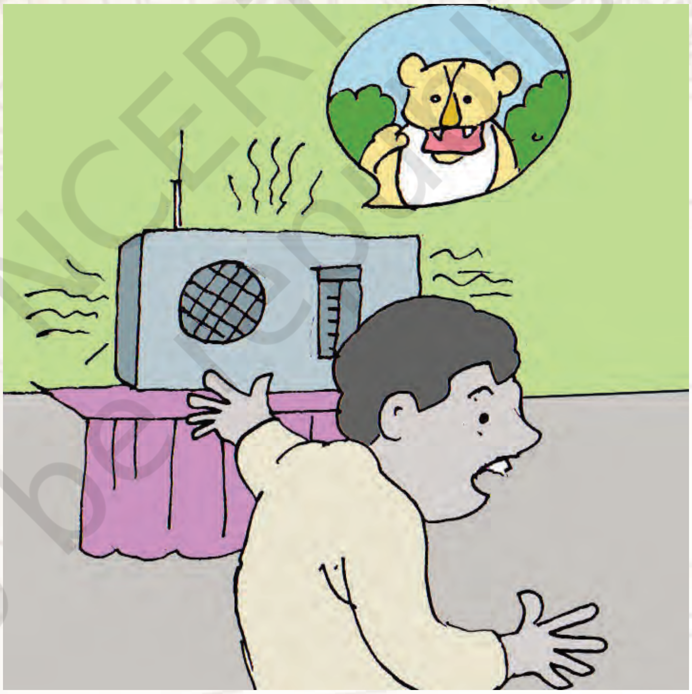

کسی فرد کے جذبات کی عکاسی میں آنکھوں کا مؤثر کردار ہوتا ہے۔ آنکھیں بہت کچھ بولتی ہیں۔ آنکھوں کے ذریعے غصے، نفرت، محبت، شفقت، ہمدردی، شکایت، خوشی اور خوف وغیرہ کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔ کوئی شخص آنکھ کے جھپکانے، دیکھنے، چمکانے اور گھورنے کی مدد سے متعدد معنی و مطالب پیش کرسکتا ہے۔ جب کوئی شخص گفتگو کرتے وقت آنکھ ملانے میں جھجک محسوس کرتا ہے تو اسے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ بات کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے وہ مطمئن نظر آتے ہیں۔

نشانات وعلامات کے اپنے مخصوص مفاہیم ہوتے ہیں جن کا استعمال گفتگو کے دوران کیا جاتا ہے۔ان میں OK ring، (بہت خوب!) ہونٹ پر انگلی رکھنا (خاموش رہنے کا اشارہ)، V-sign (فتح یابی کا اشارہ) اور انگوٹھے کو اٹھانا (اتفاق کا اشارہ) اور انگوٹھے کو نیچے کرنا (انکار کا اشارہ) وغیرہ شامل ہیں۔ترسیل کے دوران مثالوں کے ذریعے سمجھانے اور پیغام کی وضاحت کرنے والی علامتوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔مثلاً جب ہم کسی چیز کے متعلق بات کرتے ہیں تو اکثر ہم اپنی ہتھیلیوں کا استعمال لمبائی و چوڑائی بتانے کے لیے کرتے ہیں۔ یہ اشاراتی علامتیں، ہماری زبانی ترسیل کو منظّم اور قابو کرنے میں مدد کرتی ہیں۔

کسی شخص کے اٹھنے بیٹھنے اور چال ڈھال سے اس کے کردار اور شخصیت کی ترجمانی ہوتی ہے۔ہم کسی شخص کو دیکھ کر ایک نظر میں یہ رائے بنا لیتے ہیں کہ وہ سنجیدہ ہے یا غیر سنجیدہ مہذب ہے یا غیر مہذب۔کسی فرد کی وضع قطع سے بھی دیکھنے والے پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔لہٰذا آرائش وزیبائش بھی اظہار کے عمل میں معاون ہوتی ہیں۔ طرزِلباس سے شخصیت کی غمازی ہوتی ہے۔اس سے کسی فرد کی دلچسپی اور رویے کا بھی اظہار ہوتا ہے۔لباس کے ذریعے کسی شخص کی حیثیت، عمر، حالت وغیرہ کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔لباس سے ذاتی پسند ناپسند کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ ایسی بہت سی حرکات ہوتی ہیں جن سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ایسی نازیبا حرکات مثلاً انگلیوں سے اشارے کرنے، بازو کو دھکا دینے، منھ کو ٹیڑھا کرنے وغیرہ سے گریز کرنا چاہیے۔بعض اوقات مزاحیہ فقروں اور طنزیہ علامتوں سے بھی صورتِ حال میں تلخی پیدا ہوتی ہے۔ایسی علامتوں میں انگلیوں کو لہرانا، بند مٹھی دکھانا، دروازے کو بار بار کھٹکھٹانا، کھڑکی کو زور سے بند کرنا اور میز پر ضرب لگانا وغیرہ شامل ہیں۔

© NCERT not to be republished